page 1 23/06/21 M.A. Islamic Studies Sem I. paper (101)

Topic: Religious and Social Life under pious Caliphs

عنوان: خلافت راشدہ میں مذہبی و سماجی زندگی۔

خلافت راشدہ کی دو بنیادی خصوصیتوں کا ذکر پہلے لکھ میں کیا جا چکا ہے ایک اللہ تعالیٰ کی حاکمیت دوسری باہمی مشاورت۔ خلافت راشدہ کی تیسری بنیادی خصوصیت قانون کی بالادستی ہے آزادی رائے اور عدل و انصاف کا تقاضا بغیر قانون کی بالادستی کے ممکن نہیں ہے خلافت راشدہ میں انصاف کے لیے جگہ جگہ عدالتیں قائم تھیں جہاں قاضیوں کے سامنے مقدمے پیش کیے جاتے تھے اس زمانے میں جج کو قاضی کہا جاتا تھا اگرچہ قاضیوں کا تقرر خلیفہ کرتا تھا لیکن وہ اپنے فیصلوں میں بالکل آزاد ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ خلیفہ کے خلاف مقدمے کی سماعت کرتے تھے اس زمانے میں قاضیوں کو سخت تاکید تھی کہ وہ اپنے فیصلوں میں کسی کے ساتھ رعایت نہ کریں خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ خود حضرت عمرؓ کے صاحبزادے ابو شحمہ شراب کے جرم میں پکڑے گئے ان کو کوڑے مارے گئے جس کی تاب نہ لاکر چند دن کے بعد وہ انتقال کر گئے۔ حضرت علیؓ نے اپنے قتل کا اعلان کرنے والے خارجی کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ جب تک عملاً کچھ نہیں کیا حکم نافذ نہیں ہوگا۔ خلافت راشدہ میں قانون کی بالادستی کا جو معمول رہا ہے اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

خلفائے راشدین نہ صرف ذاتی طور پر عدل و انصاف کو اہمیت دیتے تھے بلکہ صوبوں اور ضلعوں کے حاکموں کو بھی اس کی تاکید کرتے تھے کہ وہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ اس سلسلے میں خلفائے راشدین پوری پابندی جاری کرتے تھے اور سخت نگاہ رکھا کرتے تھے۔

معاشی عدل:

معاشی عدل میں انسانی معاشرے کی بنیادی ضروریات اور حقوق
میں اور خلافت راشدہ میں اس پر بڑی توجہ دی گئی اس
زمانے میں سرکاری آمدنی کے پانچ بڑے ذریعے تھے زمینوں کا خراج
اور جزیہ۔ یہ دونوں غیر مسلموں سے لئے جاتے تھے عشر و زمین
پیداوار کا ٹیکس تھا اور زکوٰۃ مسلمانوں کے مال کی جاتی
تھی جو کہ اس زمانے میں فتوحات بہ کثرت ہوئیں اس لئے
مال غنیمت بھی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ تھا۔
مال غنیمت کے پانچ حصے کر دیے جاتے تھے چار حصے فوجیوں
کی بیچ تقسیم کی جاتی تھی اور پانچواں حصہ مرکزی خلافت
کو بھیج دیا جاتا تھا۔ مرکزی بیت المال میں جمع ہو جاتا تھا
اسی طرح ہر ملک اور صوبے کی مقامی آمدنی پہلے مقامی
ضروریات پر صرف ہوتی تھی اور جو فاضل بچ رہتی اس کو
مرکزی بیت المال کو بھیج دیا جاتا تھا۔ بیت المال کی
رقم عوام کی امانت سمجھی جاتی تھی خلیفہ اس رقم کو نہ اپنی ذات
پر خرچ کرتے تھے نہ اپنے رشتہ داروں پر ذاتی اخراجات کے لئے
خلیفہ کی تنخواہ مقرر تھی اور اگر اس کو کبھی زیادہ رقم کی ضرورت
ہوتی تھی تو اس کو دینے سے پہلے ملت سے اجازت لینا ہوتا تھا
حضرت عثمان چونکہ ایک دولتمند تھے اس لئے وہ بیت المال سے
کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ غریب محتاج اور ضرورت
مندوں کی پوری کفالت بیت المال سے کی جاتی تھی بیت
المال کے ہوتے ہوئے ناممکن تھا کہ مسلمان کو ضرورت
پیش آئے اور اس کی مدد نہ ہو سکے اس طرح سے پورا
معاشرہ میں معاشی عدل قائم ہو گیا تھا۔